بلند اقبال کے افسانے بحوالہ فرشتے کے آنسو

انیس رفیع (کولکاتہ)

بلند اقبال حمایت علی شاعر کے حساس اور ذہین فرزند ہیں اور تربیت ایک ایسی مادرِ مہربان کی گود میں ہوئی ہے جو ممتائی صورت تو تھی ہی، ساتھ ہی ساتھ Inner strength اور Inspiring Force بھی۔ ایسا شجرِ سایہ دار بچوں کی پرداخت ،تربیت اور تحقیق علم کی آخری منزل تک ساتھ ساتھ ہو تو وہ یقیناً بلند اقبال ہونگے۔ 'فرشتے کے آنسو' (مجموعہ) انہیں میں سے ایک ڈاکٹر بلند اقبال کی آنکھوں سے ٹپکا ہوا آنسو ہے۔

میڈیسن میں داخلے کے وقت، انہوں نے کہا تھا 'میں چاہتی ہوں کہ تم فزیشن (Physician) بنو تا کہ تمہیں عبادت کا مطلب سمجھ آجائے' تمام زندگی ایک باوقار عورت کی طرح رہیں اس کے باوجود کہ ڈیڈی کی کوئی مستقل امدنی نہیں تھی۔ ہر مرحلہ پر ڈیڈی کی شخصیت سازی میں ان کے ساتھ ساتھ رہیں۔

''میں اکثر اپنی چیزیں رکھ کر بھول جاتا تھا اور پھر پاگلوں کی طرح سارا گھر سر پر اُٹھا لیتا تھا۔ جب اس حال میں دیکھتیں تو کہتیں۔ بیٹے دل میں کہو حضرت بی بی سیدہ سلام کروں گا چودہ، میری کھوئی ہوئی چیز کردو پیدا۔۔۔ جب سے امی کھو گئی ہیں میں نے ہر لمحے بی بی سیدہ سے یہی دُعا کی ہے۔'' عموماً ہم شاعر و ادیب اپنی تصنیف کا انتساب ماں کے نام کرتے ہیں۔ اس مجموعے کا انتساب بھی ماں کے نام ہے مگر اس فرق کے ساتھ کہ بلند کے یہاں ماں محض محبت کی دیوی نہیں بلکہ ایک ایسا استعارہ ہے جو اس عصرِ رواں میں مصرعہ ''میں کھو گیا تھا اور کوئی ڈھونڈتا نہ تھا'' کی نفی کرتا ہوا عالمِ انسانی کے 'کل' (Whole) پر محیط دکھائی دیتا ہے۔ Feminist نظریہ سازوں کو بھی چونکاتا ہے اور اس بات کی بھی ترغیب دیتا ہے کہ وہ کھدائی کریں مطلب اپنے عنوان کی تحقیق میں مزید عمق اور وسعت پیدا کریں اور دریافت کریں ہمارے اساطیر، ہمارے اثار تمدن کو جو قصے کہانیوں میں لپٹے پاتال میں پڑے ہیں۔ انہیں De-Construct کریں تو منکشف ہوگا بلند کی ماں دورنا معلوم میں کھوگئی تھی مگر ہمارے درمیان علامتوں میں نسل در نسل زندہ ہے، مسلسل ہے۔ بدلتی قدروں کے طوفان میں بھی وہ سلامت ہے۔ 'مدر ٹریسا' معراج نسیم اس سلامتی کے حوالے ہیں۔

بلند کے افسانوں کی پہلی قرات میں شعر جیسی کیفیت کا احساس ہوتا ہے دوسری اور تیسری قرات میں مفہوم و معنی اور مصنف کے Intent کا پتہ چلتا ہے۔ مگر نہ جانے کیوں ان کے بیشتر بیانئے میں موضوعات اور Issue سے پرے ایک روحانی فضا برابر قائم رہتی ہے۔ جو بہر طور متصوفانہ میلان کا پتہ دیتا ہے۔ جس سے کبھی کبھی افسانے تک رسائی مشکل ہو جاتی ہے۔ قاری اگر اپنی تھوڑی سی مشکل پسندی کو بروئے کار لائے تو مشکل ضرور آسان ہو سکتی ہے۔ فن پارے اور تخلیق، شعری یا نثری ہزار معنی ہو سکتے ہیں مگر وہ مہمل اور لایعنی نہیں ہوتے۔ مانوس علامتیں، استعارے، کلیدی الفاظ و تراکیب وہ Cues ہیں جو ان کے باطن میں اترنے کے لیے سڑھیوں کا کام کرتے

ہیں۔ بلند نے اپنے افسانوں کی تعمیر میں ان Cues کی شمولیت کا فنکارانہ اہتمام کیا ہے۔ آرٹ اسی میں ہے کہ یہ شمولیت پیوند کاری نہ لگے۔ مجموعے کہ افسانوں میں یہ آرٹ موجود ہے۔ اور یہ اس بات کی تصدیق بھی ہے کہ Genes ایک پیڑھی سے دوسری پیڑھی میں منتقل ہوتے ہیں۔ حمایت علی شاعر کے بیٹے میں یہ Instinct موروثی اور فطری ہے۔ تخلیق نثر ہو کہ نظم Genes کی کارفرمائی نہ صرف اُسے منفرد اور ممتاز کرتی ہے بلکہ سماج میں اعلیٰ مرتبے سے بھی سرفراز کرتی ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ تخلیق کار توازن قائم رکھے۔ تخلیقی رو میں نثر کی خوبیوں اور مطالبوں کو بھلا نہ بیٹھے۔ تخلیق رویا وفود تخلیق کا تعلق درونی جذب و کیف کے ابال سے ہے۔ اگر من میں ایسا طوفان نہ اُٹھے تو فن پاروں کو وجود نہیں مل سکتا۔ بلند کے یہاں یہ طوفان اٹھتا ہے مگر اس طوفان میں بہتے نہیں ہیں۔ مثلاً ممتا کے شدید جذباتی دباؤ میں بھی وہ ایک اچھے فزیشن بننے میں کامیاب ہوئے۔ جذباتی دباؤ میں پھٹ پڑنا بے قابو ہونا سمجھداروں کا شیوہ نہیں۔ بلند اقبال جب کبھی ایسے طوفان یا نازک موڑ میں پھنسے حضرت بی بی سیدہ کو ۱۴ اسلام کی پیش کش کی اور بگری بات بن گئی۔

مجموعے میں شامل افسانے موضوعی تنوع سے معمور ہیں۔ ان میں دو ایک ان چھوئے موضوعات بھی ہیں۔ کئی افسانے میں خدا سے شکوہ اور زمانے سے رنجش کو Thematic Treatment دیا گیا ہے۔ جس سے قاری فن کار کے تئیں ایک جذباتی لگاؤ محسوس کرتا ہے اور بطور ایک شراکت دار کے اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ حضرت بی بی سیدہ کے علاوہ افسانہ 'فرشتے کے آنسو' کو ہی لیجیے۔ یہاں تین Charactors ہیں۔ یہ تینوں صالح اور نیک قدروں کے حامل ہیں۔ جال میں پھنسی ہوئی مکڑی لڑکی کی اس شدید کشمکش جو زندگی اور موت کے بیچ ہوتی ہے کا معروضی اشارہ ہے اور افسانے میں تکنیکی Variety (ورائٹی) کا باعث بھی مگر فکری کردار میں متبدل نہیں ہو پاتی۔ بقیہ تینوں کردار افسانے کو ارتقائی مرحلوں سے گزار کر ایک Melodramatic موڑ پہ ختم کرتے ہیں۔ کیا فرشتے رو نہیں سکتے! اور یہ جملہ اس معصوم لڑکی، جس کا جسم ۲۱ برس کا بے حس و حرکت مردے جیسا پڑا ہے،۔ کے دل کی فریاد ہے۔ زندگی نے اسے زندگی کا حق نہیں دیا تو کیا وہ فریاد کے حق سے بھی گئی۔ افسانہ قدرت کی نامہربانیوں کی تمثیل ہے۔ اس افسانے میں بھی بچوں سے ماں کے قلبی لگاؤ کی Hieghts ملتی ہے۔ جو بلند کا چہیتا تھیم ہے۔

افسانہ شکوہ Creation اور Creator کے مابین Polemic کی ایک تخلیقی توجیہ ہے۔ یہاں صورت گر جن چہروں کو Canvas پر منقش کرتا ہے وہ احتجاج کرتے نظر آتے ہیں۔ انہیں اس بات پر اعتراض ہے کے مصور نے انہیں بازار لطیف کا جنس کیوں بنایا؟ کیا وہ محض اس بازار میں بکنے والی جنس ہے۔ کیا مصور کے ارٹ کا یہی مقصد ہے؟ دراصل یہ افسانہ Art Piece کے Consumer Item میں متبدل ہو جانے کا نوحہ ہے۔

مجموعے میں مزید دو ایک ان چھوئے موضوعات والے افسانے بھی ملتے ہیں جو بے ساختہ متوجہ کرتے ہیں جن میں 'فرشتے کے آنسو' کے علاوہ 'کارٹون، میوٹیشن، ایمپٹی نیسٹ سنڈروم' قابل ذکر ہیں۔ اول ذکر افسانہ قدرت کے سامنے سائنس اور آدمی کی بے بسی کا بیان ہے اور یہ بے بسی ہمیں اپنی تحریدیت (Limitetions) بتاتی ہے، آئے دن ہمیں اپنی Limits کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ آدمی کا 'Canvas' (عالم بے ہوشی) میں سالہا سال رہنا، شوہر، بیوی، ماں باپ، بھائی بہن نیز قریبی رشتہ داروں اور احباب کا جسم کو زندہ

رھنے کی ترکیبیں، جدوجہد، قدرت سے لڑائی، اسے تسخیر کرنے کی کوششیں ہیں۔ دراصل یہ Human Mind یعنی سائنس اور قدرت کے درمیان برتری کی جنگ کو منعکس کرتا ہے۔ جس میں اب تک شکست ہمارا مقدر رہی ہے۔ فلم منا بھائی ایم بی ایس کی بات اور ہے جس میں انسانی Healing Touch مریض کو "Canvas" لوٹاتا ہے، ممکن ہے یہ بھی سائنس کا ایک کرشمہ ہو یعنی Theory of Probability (علم امکانات) پس پشت روبہ عمل ہے۔

'کارٹون' اردو افسانوں کی صف میں تازہ، مختلف و منفرد ضرور لگتا ہے۔ ہماری توجہ بھی فوراً مبذول ہوتی ہے اس کے انوکھے پن کی وجہ سے۔ تاہم افسانوں کے درمیان یہ موضوع کوئی نیا نہیں ہے۔ Double Human (آدمی کا ہمزاد) پر انگریزی کے چند افسانے میری نظر سے گزرے ہیں مگر بلند نے اسے ہمارے معاشرتی Perspective میں بنا ہے جس سے تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ بلند کے افسانے میں 'کارٹون' یعنی انسانی ضمیر کو ایک الگ وجود میں متشکل کیا گیا ہے۔ ایک طرح سے Charactor درون Charactor متوازی صورت میں حرکت کرتا رہتا ہے۔ آخر میں یہ انکشاف بھی ہوتا ہے کہ ہر وجود میں ایک دوسرا وجود موجود رہا ہے۔ دوسرا وجود نجات کا داعی ہے مگر نجات کہاں کہ نجات دہندہ کوئی نہیں۔ ایں خانہ تمام آفتاب است۔ کارٹون اس خرابے میں زندہ روح اور مثبت قدروں کی علامت ہے۔

Mutation 'میوٹیشن' اس طبی اصطلاح کو کچہری کی زبان میں 'داخل خارج' کہتے ہیں۔ Land ownership کے Transfer کے بعد اس کی توثیق Mutation (داخل خارج) سے کی جاتی ہے۔ اس طرح مالکانہ حق ایک شکل سے خارج ہو کر دوسری شکل میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کا اطلاق ہم Sex Transformation پہ مبنی اس افسانے پر بھی کر سکتے ہیں یہ افسانہ اس جنسی تبدیلی کی طبی توجیہہ پیش کرتا ہے۔ ہم اس افسانے کو Sex Harmones کی تبدیلی پر اکہرا مضمون سمجھ لیتے اگر فزیشن بلند اقبال نے اس تھیم کو فنکاری سے نہ برتا ہوتا۔ یہیں ڈاکٹر بلند اقبال افسانہ نگار ہو جاتے ہیں اور وہ مرد کی نفسیات اس کی جنسی برتری کے المناک زوال اور اس کی نفسیاتی کم مائیگی کو بڑی چابکدستی سے فن پارے میں ڈھال دیتے ہیں اس طرح اردو افسانے کو ایک بوالعجب اور دلچسپ کردار مل جاتا ہے۔

Empty Nest Syndrome 'امپٹی نیسٹ سنڈروم' جسے ہم Hallowness سے بھی تعبیر کرتے ہیں میں وہی ماں کے کھو جانے کے شدید احساسات کی بازگشت ہے۔ ایک ناقابل تلافی Vaccume (خلا) بنفس نفیس دائمی بسیرا کر لیتا ہے۔ جس کا اظہار وہ مختلف پرائے یا مختلف صورتوں میں کرتا رہتا ہے۔ یہ افسانہ بھی مصنف کے اس Vaccume کو پر کرنے کی کوشش ہے۔ بہت ہی نازک Medical subject کو ڈیل کرتا ہے یہ افسانہ۔ انسان جب رفتہ رفتہ اپنے معمولات کی تعمیر کرنے والے عناصر سے محروم ہوتا جاتا ہے تو وہ اپنے گرد بھینکر خلا محسوس کرنے لگتا ہے۔ اسے لگتا ہے جو کھو گئے ہیں وہ کھوئے نہیں ہیں بلکہ انہیں منظر سے قصداً اور جبراً غائب کر دیا گیا ہے۔ اور وہ اس احساس کے گھیرے Syndrome میں محصور رہتا ہے۔ تھیم کی ندرت کے ساتھ بلند اقبال نے انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ بات بگڑتے بگڑتے بن گئی ہے۔

افسانے تو اور بھی ہیں جب پر گفتگو کی گنجائش ہے مگر مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ بلند کے افسانے Philosophical Plane پر سفر کرتے ہیں۔ مجموعے کا کوئی بھی افسانہ اس سے مبرا نہیں۔ تمام واقعات وہ کردار اس Plane سے گزر کر ہی نمو پزیر ہوتے ہیں۔ industrialized اور Sciencitized معاشرے میں مصنف کی یہ غیر معروضی Subjective فنی پیش کش ہمیں اس لیے ٹھیر کر غور کرنے پر آمادہ کرتی ہے کہ سائنسی برکات کے ساتھ یہ افسانے مشرقی اقدار، رومانی کشف قلبی واردات، انسانی جذب وکیف کا آمیزہ تیار کرتے ہیں۔ مذاہب کے نظام اقدار (Religions value system) کو نئے زاویے سے دیکھنے کی سعی مستحسن بھی اکثر جھلکتی ہے۔ گلوبل معشیت اور سیاست کاری بھی ان افسانوں کے Backdrop میں کہیں صاف صاف کہیں دھندلے کارفرما نظر آتے ہیں۔ عصر حاضر میں Community Consciousness جارحانہ صورت اختیار کرتی جارہی ہے۔ اپنے عقائد و نظریات کے مفاد کے لیے طرح طرح کے ہلاکت خیز طریقے اپنائے جارہے ہیں۔ بلند کے بین السطور میں یہ Issue بھی موجود ہیں۔ غرض کہ ان کے افسانوں میں ماڈرن دنیا اور اس کے فعال معاشرے کی چت اور پٹ دونوں یکساں طور پر آشکار ہوتی ہیں۔

زبان شائستہ اور رواں ہے تاہم فنی کرافٹ میں یکسانیت کا احساس ہوتا ہے۔ جس سے آج کے بڑے موضوعات پوری اثر انگیزی کے ساتھ کھلتے نظر نہیں آتے۔ پلاٹ اور کردار کی کمی پر اعتراض اس لیے بھی نہیں کیا جاسکتا کہ افسانے کی اس نوع میں کرداروں کی برتر موجودگی لازمی نہیں۔ ظاہر ہے ہم یہاں مابعد جدیدی قصہ پن کی بھی توقع نہیں کرسکتے۔ موضوعات کے انتخاب میں انہوں نے عصری میلانات اور تقاضے کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ کئی ایسے موضوعات ہیں جن سے کم ازکم عام قاری کا تعارف پہلی بار ہورہا ہے۔ عام قاری سے میری مراد اردو افسانے کا عام قاری۔

ایک بات کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ افسانہ نگار جدید ذہن کا مالک ہے۔ ادب اور معاشرت کا گہرا شعور رکھتا ہے۔ توقع ہے کہ آئندہ افسانوں میں ان کے یہاں اس معاشرے کی Sensibility (حسیت) شکل وصورت تفصیل سے ابھریں گی جس میں وہ زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ اب تک اس اہم پہلو کی طرف ملتفت نہیں ہوئے ہیں جب کہ ہونا چاہیے تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-ختم شد\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-